نیشنل ایکٹنگ پلان یا نیشنل ایکشن پلان؟

تحریر: سہیل احمد لون

ملک میں حالیہ دہشت گردی کی لہر نے پاکستان اور بیرون ملک بسنے والے پاکستانیوں کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے۔ پاکستان کے دل لاہور سے شروع ہونے والا سلسلہ تمام صوبوں سے ہوتا ہوا اب کہاں جا کر دم توڑتا ہے اس کے بارے میں کوئی نہیں جانتا۔ چار دنوں میں پانچ دھماکوں میں سو سے زائد معصوم شہریوں کا جان سے ہاتھ دھو بیٹھنا لمحہ فکریہ ہے۔ جب پشاور آرمی پبلک سکول میں دہشت گردی کا سانحہ ہوا تھا تو اس وقت کے آرمی چیف نے سول قیادت کے ساتھ مل کر کچھ فیصلے کیے تھے جن میں فوجی عدالتوں کا قیام اور نیشنل ایکشن پلان بھی شامل تھا۔ ضرب عضب کے نتیجے میں وقتی طور پر دہشت گردی کا بخار کم تو ہو گیا لیکن قوم مکمل شفاء یاب نہ ہو سکی۔ اس کی بنیادی وجہ شاید یہ بھی ہے کہ آپریشن صوبہ پنجاب میں نہ کیا گیا۔ نیشنل ایکشن پلان کے تحت سہولت کاروں کی گردنوں تک بھی پہنچنا تھا مگر ان کو خاص رعایت دی گئی جس کے نتیجے میں عوام کی قسمت میں خودکش حملہ آوروں کے سر تو آ رہے ہیں مگر ''سرا'' نہیں مل رہا۔ سو سے زائد قیمتیں جانوں کے ضیاع کے بعد وہی روایتی سیاسی بیان داغے گئے کہ کسی کو ملک میں دہشت گردی کی اجازت نہیں دی جائے گی، شہیدوں کا خون رائیگاں نہیں جائے گا، دہشت گردوں کی بزدلانہ کارروائیوں سے ہمارے حوصلے پست نہیں ہونگے وغیرہ وغیرہ۔ دہشت گردوں نے اپنی ٹوٹی کمر کے ساتھ اجازت مانگنا گوارہ نہ کی اور ملک کے ہر کونے میں یکے بعد دیگرے دھماکے کر کے یہ ثابت کر دیا کہ وہ ٹوٹی کمر کے ساتھ بھی آزادی سے چل پھر سکتے ہیں۔ جہاں گزشتہ چالیس برسوں سے بھٹو زندہ ہے وہاں عوام کی بنیادی سہولیات کا یہ عالم ہے کہ سیہون شریف میں دھماکہ ہونے کے بعد زخمیوں کی طبی امداد کے لیے کوئی ہسپتال اور ایمبولینس میسر نہ تھی۔ لاڑکانہ میں چند روز قبل دریا پار کرتے ایک کشتی اس لیے الٹ گئی کیونکہ اس میں افراد زیادہ سوار تھے۔ زندہ بھٹو کے آبائی شہر میں غریب عوام کو دریا کے اس پار جانے کے لیے ایک پل بھی میسر نہیں وہ ڈوب کر رہے ہیں مگر بھٹو کو زندہ کہنے والے شرم سے ڈوب کر نہیں مر رہے۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ دہشت گردی کے واقعات ہمیں ترقی کرنے سے نہیں روک سکتے، حالانکہ یہ ایک نادان بچہ بھی جانتا ہے کہ جہاں دہشت گردی کی وبا پھیل جائے وہاں ترقی اور برکات بھی بارود کے دھویں میں اڑ جاتے ہیں۔ میاں صاحب کا مطلب اگر ذاتی ترقی تھا تو اس میں کوئی دورائے نہیں ہو سکتی۔ خاندانِ شریفاں کی ترقی کی دھوم تو دنیا میں مچی ہے۔ چند برس قبل حساس اداروں نے ایک کتاب شائع کی تھی جس میں اس بات کا اعتراف کیا گیا تھا کہ وطن عزیز پاکستان کی سالمیت اور خودمختاری کو خارجی قوتوں سے زیادہ اندرونی مخفی طاقتوں سے زیادہ خطرہ لاحق ہے۔ جو بیرونی طاقتوں کی آلہ کار بن کر ان کے لیے راستہ ہموار کرتی ہیں۔ اگر کوئی وبائی مرض پھیلا ہو تو اس سے بچنے کے لیے حفاظتی تدابیر کی جاتی ہیں۔ جسم یا جلد پر ان کا اثر ہو بھی جائے تو فوری طبیب سے رجوع کر کے اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے مگر اپنے جسم کے اندر ہی اگر ''ناسور'' بننا شروع ہو جائے تو تشخیص میں دیر چاہے غفلت، لاپرواہی یا ضرورت سے زیادہ اعتماد کے نتیجے میں ہو ''جان لیوا'' ثابت ہوتی

ہے۔لہذا صحت مند جسم کے لیے ضروری ہے کہ اسے اندرونی بیماریوں سے بھی پاک رکھا جائے۔اگر کسی بیماری کا پتہ چل جائے تو اس کا بلا تاخیر علاج کیا جائے۔ورنہ یہ "ناسور" "سور" بن کر سارے جسم کی کماد کو تباہ و برباد کر دیتا ہے۔جسم کو اپاہج ہونے یا جان بچانے کی خاطر بعض اوقات جسم کے متاثرہ حصے کو کاٹنا بھی پڑ جاتا ہے۔جب جسم کو ایسی خطرناک اندرونی بیماریاں لاحق ہو جائیں تو کمزوری کے باعث قوت مدافعت یا دفاعی نظام بھی بری طرح متاثر ہو کر کمزور ہونا شروع ہو جاتا ہے۔جس سے بیرونی وباؤں کے حملوں میں بھی شدت آ جاتی ہے۔موجودہ صورت حال میں ہمیں ایسے سرجن کی ضرورت ہے جو ان "ناسوروں" کو جڑ سے کاٹ کر باہر پھینک دے اور جلد شفایاب کرنے کے لیے "ایمانی ٹانک" پلا کر ضیاعی ٹانک کا اثر زائل کرے۔دین اسلام میں "جہاد" ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض قرار دیا گیا ہے مگر اس میں "جہاد اکبر" کرنے کی زیادہ تلقین کی گئی ہے یعنی اپنے آپ سے......اپنے نفس سے جہاد۔اس کے برعکس بیرونی جارحیت کا جواب دینا "جہاد اصغر" کہا گیا ہے۔اگر ہم "جہاد اکبر" کرنے والے اصلی جہادی بن جائیں تو ہم اتنے مضبوط ہو جائیں گے کہ خارجی قوتیں کوئی ایسا قدم اٹھانے کی جرات ہی نہیں کریں گی کہ ہمیں "جہاد اصغر" کرنا پڑے۔ورنہ موجودہ حالات بھی آپ کے سامنے ہیں اور آنے والے دنوں کا بھی کوئی نا کوئی نقشہ آپ کے ذہنوں میں محفوظ ہوگا۔ہمارے ملک میں بسنے والوں کی اکثریت ان لوگوں کی ہے جن میں شعور کم اور جنون زیادہ ہے۔ اسی چیز کا فائدہ کچھ دہشت گرد تنظیمیں اٹھاتی ہیں اور لوگوں کو جنت کا نقشہ دکھا کر برین واش کر کے انہیں "جہاد" کے لیے تیار کرتے ہیں اور ان سے معصوم جانوں کا ضیاع کرواتے ہیں۔حکومتِ وقت اور ریاستی اداروں کو اب دہشت گردی کا ناسور ختم کرنے کے لیے نیشنل ایکٹنگ پلان کو نیشنل ایکشن پلان میں تبدیل کرنا ہوگا۔خودکش حملہ آور کے سر کی بجائے ان کے سہولت کاروں کی گردنوں میں پھندا ڈالنا ہوگا۔ذاتی پروٹوکول اور اپنی سیکیورٹی پر خرچ کرنے کی بجائے عام انسان کے جان و مال کا تحفظ بھی یقینی بنانا ہوگا۔میٹرو، اورنج ٹرین، موٹر وے اور پلوں سے زیادہ ضروری عوام کی سیکیورٹی، تعلیم اور صحت ہے۔اخلاقیات کا جنازہ یہاں تک نکل چکا ہے کہ زخمیوں کی عیادت اور لواحقین سے ملنے کا ڈھونگ بھی مکمل پروٹوکول سے کیا جاتا ہے اور وزیر اعظم کی مسلک پسندی اس حد تک ہے کہ اُس نے سیہون شریف کے مزار پر جانے کا "شرک" بھی نہیں کیا اور صرف زخمیوں کی عیادت کو ہی کافی سمجھا۔شاید انہیں ابھی پتہ ہے کہ عوام کو بے وقوف بنانا بلکہ بار بار بے وقوف بنانا کوئی مشکل کام نہیں۔دہشت گرد تو گولی مار کر ایک جھٹکے میں دنیا کے غم اور فکروں سے آزاد کر وادیتا ہے مگر یہ جابر حکمران گولی دے کر سسک سسک کر مرنے پر مجبور کرتے ہیں۔گزشتہ ساڑھے تین دہائیوں سے مخصوص ٹولہ ہم پر مسلط ہے جو عوام کو بنیادی سہولیات دینے میں ناکام رہا ہے اگر عوام نے اب بھی نہ سوچا اور پھر اسی ٹولے اور اسکی نسل کی غلامی کے لیے اپنے آپکو آنے نسل سمیت غلامی کے لیے پیش کر دیا تو پھر ہم اسی سلوک کے مستحق ہیں ہمیں مرنے کے لیے نہیں بلکہ "شہید" ہونے کے لیے ہر وقت تیار رہنا چاہیے۔ویسے بھی جب سے ہم شہادتوں میں خود کفیل ہوئے ہیں ملک میں مردم شماری نہیں ہوئی اور اگر دھماکوں کی یہی صورت حال رہی تو مردم شماری کیلئے روانہ ہونے والی دولاکھ فوج کو بھی آنے کی ضرورت نہیں رہے گی بلکہ پاکستانی شہری انگلیوں پر گنے جا سکیں گے۔ کہتے ہیں ہر شے کی کوئی حد ہوتی ہے لیکن مجھے معلوم ہوتا ہے کہ دہشتگردوں کی بے غیرتی اور اور ہماری بے حسی کی کوئی حد نہیں ہے۔ہم ہر دھماکہ کے بعد ایک نئے دھماکے کے منتظر ہوتے ہیں۔یہاں میں چیئرمین تحریک انصاف سے ایک سوال ضرور کروں گا کہ ٹرین حادثے

کے بعد وہ وزیر ریل سے استعفے کا مطالبہ کرتے ہیں جس کو میں جائز بھی سمجھتا ہوں لیکن کیا ایسے خوفناک خودکش حملوں کے بعد کسی کا استعفا دینا نہیں بنتا یا پھر عمران خان بھی مصلحت کا شکار ہو کر یا تو خوفزدہ ہے یا پھر چوہدری نثار سے اپنی پرانی دوستی نبھا رہا ہے؟ بہر حال ابھی تو اس کرب سے ہمیں گزرنا ہو گا لیکن اب نیشنل ایکٹنگ پلان کو بند کر کے فوری اور ہنگامی بنیادوں پر نیشنل ایکشن پلان میں تبدیل کرنا ہو گا۔ اس سے پہلے کے نیشن کوئی اپنا ایکشن پلان مرتب کر لے اور وہ وقت سب کیلئے انتہائی بُرا ہو گا۔

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔سرے

sohailloun@gmail.com

19-02-2017